ملیشیا کے اندر ۸ر تا ۱۰ر جون ۱۹۸۸ء (مطابق ۲۲ر تا ۲۴ر شوال ۱۴۰۸ھ) ڈاکٹر الیاس صاحب کی کوشش اور دعوت پر منعقد ہوا جس میں جنوبی دنیا (پاک و ہند، بنگلہ دیش، مالدیپ، سری لنکا، سنگاپور، جاپان، ملیشیا، انڈونیشیا، ہانگ کانگ، برونئی، فلپائن، تائیوان، تھائی لینڈ، نیوزی لینڈ، فیجی، آسٹریلیا) نیز امریکہ وغیرہ ۲۵ ملکوں کے تقریباً ۷۰ نمائندے شریک ہوئے۔

سائنس دانوں کی اکثریت

سیمینار کے شرکاء میں زیادہ تر عصری تعلیم یافتہ اور سائنس داں یعنی علوم فلکی (ASTRONOMICAL) کے ماہرین تھے، علمائے شریعت اور عرفی داں کم تھے۔ ہندوستان سے راقم الحروف اور مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے سابق پرو وائس چانسلر اور شعبۂ جغرافیہ کے سابق صدر پروفیسر محمد شفیع مدعو تھے، لیکن پروفیسر صاحب نہیں پہنچ سکے اس لیے بس راقم الحروف نے ہی ہندوستان کی نمائندگی کی۔

قیام کا نظم

قیام کا انتظام وہاں کے ایک سب سے بڑے اور مشہور فائیو اسٹار ہوٹل (MERLIN) میں تھا مگر کھانے اور ناشتہ کا اجتماعی نظم سائنس یونیورسٹی کے ایک ہال میں تھا،

سیمینار ہال

سیمینار کی نشستیں بھی اسی یونیورسٹی کے ایک دوسرے ہال میں (جو "دیوان" کہلاتا ہے) ہوئیں۔ یہ ہال ایسے ہی کاموں کے لیے مخصوص طور پر بنایا گیا ہے اس لیے وہاں مدرّج کرسیاں لگی تھیں، یونیورسٹی کی تمام عمارتیں سادہ اور صاف ستھری ہیں یہ ہال بھی سادہ اور اوسط درجہ کا ہے یونیورسٹی کی سڑکیں بھی اچھی اور صاف ستھری نظر آئیں، فٹ پاتھ پر سرخ رنگ کی اینٹیں نہایت سلیقہ سے اور خوبصورت انداز میں بچھی ہوئیں ہیں۔ یونیورسٹی اور ہماری قیام گاہ (MERLIN HOTEL) کے درمیان تقریباً دس

کلو میٹر کا فاصلہ آرام دہ ایئر کنڈیشنڈ کوچ سے طے کرایا جاتا تھا جو مہمانوں کے لیے مخصوص تھیں۔

رصدگاہ کا قیام اور علمی نمائش

ایک روز شہر سے تقریباً ۱۸ کلو میٹر کے فاصلہ پر تمام شرکاء کو ایسی جگہ لے جائے گئے جہاں ایک طرف سمندر (بحر ہند) موجیں مار رہا تھا اور دوسری طرف متوسط درجہ کی سرسبز پہاڑی کا خوشنما منظر تھا اسی پہاڑی کے کنارے ایک رصدگاہ (OBSERVTORY) کا سنگ بنیاد صوبہ پینانگ (PENANG) کے مسلمان گورنر الحاج اوانگ حسن (HJ. AWANG HASSAN) نے رکھا اس تقریب میں گورنر کے علاوہ اس صوبہ کے چیف منسٹر (جو چینی نسل کے اور بدھ مذہب ہیں) نیز دیگر معززین شریک تھے اس جگہ ایک بہت بڑے میدان میں عارضی ٹینٹ لگا کر مہمانوں کی نشست اور ضیافت کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور ایک علمی نمائش بھی لگائی گئی تھی (ISLAMIC ASTRONOMICOL EXHIBITION) جس میں فلکیات سے متعلق بہت سی مفید معلومات، تصاویر اور مختلف آلات کے ذریعہ فراہم کی گئیں تھیں اور فلکیاتی مشاہدہ کے قدیم آلات (اصطرلاب وغیرہ) بھی دکھائے گئے تھے اور بعض ماہرین فلکیات، مثلاً ابن سینا، رازی کی علمی تصاویر بھی دکھائی گئی تھیں اور بجلی کے ذریعہ سیارات کی رفتار وغیرہ کا نقشہ دکھایا گیا تھا۔ اس تقریب کی خبریں دوسرے روز وہاں کے بڑے اخبارات (انگریزی میں چھپنے والے) میں بھی شائع ہوئیں۔ اس میں یہ بھی ذکر تھا کہ صوبائی حکومت نے اس رصدگاہ کے لیے ۸۵ لاکھ ڈالر (غالباً ملیشیائی ڈالر کیونکہ وہاں کے سکہ کا نام بھی ڈالر ہے) کی امداد منظور کی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس رصدگاہ کا منصوبہ ڈاکٹر الیاس صاحب ہی کا پیش کردہ ہے ظاہر ہے کہ ان کی نگرانی ہی میں تحقیقی اور مطالعاتی کام بھی ہوگا اور امید ہے کہ وہ اپنی

دینی فکر اور اسلامی خدمت کے جذبہ کی بنا پر اس مفید و جدید دائرہ میں اسلامی خدمت کے مواقع ہاتھ سے نہ جانے دیں گے۔

بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ احساس ... ہر ایسے شخص کے لیے کتنا مسرت بخش ہے جو دین کی سربلندی کا خواہاں اور اس کے لیے کوشاں ہو۔ نیز اس طرح کے امکانات و واقعات کی وجہ سے مسلم اکثریت کے ملکوں پر رشک آنا بھی تعجب خیز نہیں بلکہ قرین قیاس ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر آیا، ڈاکٹر الیاس صاحب موصوف کا اس سیمینار سے اصل مقصد اپنے تیار کردہ چارٹ کا تعارف، اور اس کی قدر و قیمت و افادیت سے روشناس کرانا تھا تاکہ اس مفید کام سے ساری دنیا فائدہ اٹھا سکے اور اس میں شک نہیں کہ اس چارٹ سے کم سے کم یہ نفع تو یقیناً اٹھایا جا سکتا ہی ہے کہ اس میں دیئے ہوئے وقت و تاریخ پر چاند دیکھنے کا زیادہ اہتمام کیا جائے اور جس روز رؤیت کا امکان نہ ہو اس دن چاند دیکھنے کا دعویٰ کرنے والے کی بات مان لینے میں بہت ہی زیادہ احتیاط کی جائے بلکہ عام حالات میں نہ مانی جائے۔

ڈاکٹر صاحب نے سیمینار کی متعدد نشستوں میں اس موضوع پر بہت مفید معلومات افزا اور تحقیقی لکچرس دیے اور مختلف قسم کے نقشوں کے ذریعہ آسان ڈیمانسٹریشن کیا، نیز فلکیاتی علوم (ASTRONOMICAL) سے متعلق بہت سی نئی معلومات فراہم کیں، یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ لکچرس سیمینار کا حاصل تھے سیمینار میں ڈاکٹر صاحب کے علاوہ دیگر شرکاء نے بھی حصہ لیا، اکثر نے زبانی بعض نے تحریری (پروگرام کا تفصیلی خاکہ، خوبصورت کتابچہ کی شکل میں پہلے ہی تقسیم کر دیا گیا)

سیمینار کا عمومی رخ

راقم سطور اپنا مقالہ (عربی میں) پیش

کرنے کی غرض سے لیا گیا تھا چنانچہ سیمینار کی ایک مخصوص نشست جو علماء پر مشتمل تھی میں وہ پڑھا گیا (اس نشست کی صدارت کا بار بھی اسی کے ناتواں دوش پہ رکھ دیا گیا تھا) شرکاء کی زیادہ تعداد عصری تعلیم گاہوں کی فیض یافتہ تھی مزید برآں یہ کہ ملیشیا میں انگریزی جاننے والے چونکہ بکثرت ہیں بلکہ ملیشیائی زبان انگریزی (لاطینی) رسم الخط میں لکھی جاتی ہے اس لیے زیادہ تر مذاکرات انگریزی میں ہی ہوتے تھے، شرکاء کی اکثریت جس ذہن وفکر اور ماحول کی تھی اس کے پیش نظر یہ بات قابل تعجب نہیں سمجھی جائے گی کہ عمومی رجحان یہ تھا کہ چاند کی پہلی تاریخ کا فیصلہ حسابی طریقہ پر، یا بالفاظ دیگر، ڈاکٹر الیاس صاحب کے تیار کردہ چارٹ کے مطابق کرنا چاہیے۔ رؤیت (آنکھ سے نئے چاند دیکھنے) پر مدار نہ ہونا چاہیے کیونکہ اسی سے اختلاف رونما ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ جزائے خیر دے ڈاکٹر الیاس صاحب کو کہ انہوں نے اپنے صحیح دینی ذہن وفکر کی بنا پر صاف کہہ دیا کہ "چاند کی تاریخ کا فیصلہ کرنا علمائے شریعت کا ہی منصب ہے، ہمارا نہیں، ہم نے اپنی محنت کا حاصل علماء کے سامنے رکھ دیا ہے اب وہ اس سے جس طرح یا جس درجہ میں فائدہ اٹھانا چاہیں اٹھائیں۔"

راقم کا نقطۂ نظر

(خلاصہ مفہوم) سیمینار کی مذکورہ بالا تفصیلات سے قارئین نے یہ اندازہ کر لیا ہوگا کہ ایک طرف جدید تعلیم یافتہ لوگ ہیں جن کی اکثریت صرف حسابی طریقہ پر نئے چاند کا فیصلہ کرنے کی خواہش مند ہے دوسری طرف وہ حضرات ہیں جو بہر صورت رؤیت (آنکھ سے نیا چاند دیکھنے) کے مدعیوں کے بیان پر فیصلہ کرنے پر مصر ہیں، خواہ اسی روز حسابی و عقلی طور پر رؤیت کا امکان ہو یا نہ ہو، گویا دونوں گروہ دو انتہاؤں پر کھڑے ہیں، راقم کا نقطۂ نظر درمیانی ہے، وہی سیمینار

کے اندر اپنے مقالہ میں مدلل طور پر پیش کیا، خلاصہ یہ ہے کہ فیصلہ کا مدار شرعاً رؤیت پر ہی ہوتا ہے البتہ یہ تحقیق بھی لازمی ہے کہ رؤیت حقیقتہً ہوئی ہو، محض واہمہ یا قوت متخیلہ کی کارفرمائی نہ ہو، اس کے لیے حساب اور صحیح عقلی بنیادوں سے مدد لینا چاہیے کہ جس روز حسابی وعقلی طور پر رؤیت کا امکان نہ ہو اس دن کی رؤیت کا دعوے کرنے والے کی بات ماننے میں بہت زیادہ احتیاط برتی جائے بلکہ عام حالات میں مانی ہی نہ جائے۔

راقم کے نقطۂ نظر کی رعایت

خدا کا شکر ہے کہ راقم کا نقطۂ نظر نہ صرف یہ کہ قابلِ توجہ سمجھا گیا بلکہ اس کی رعایت میں تجویز کے اندر یہ عبارت شامل کی گئی "حساب، رؤیت کا بدل نہیں ہے البتہ اس سے رؤیت کے فیصلہ میں مدد لی جاسکتی ہے"

(خلاصۂ مفہوم تجویز عربی وانگریزی میں لکھی گئی)

ایک دلچسپ واقعہ

یہاں اسی سلسلہ میں ایک واقعہ کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، وہ یہ کہ جب سیمینار میں شرکاء نے حسابی بنیاد پر (چارٹ کے مطابق) فیصلہ کرنے پر زور دینا شروع کیا تو راقم نے مناسب سمجھا کہ اپنے مقالہ کا کم از کم وہ حصہ ان کے سامنے آجائے جس میں نہایت قوی دلائل سے نئے چاند کے فیصلہ کے لیے رؤیت کی ضرورت ثابت کی گئی ہے، لیکن دشواری یہ تھی کہ مقالہ عربی میں تھا اور (اردو قالب بھی موجود تھا) اکثر لوگ دونوں زبانوں سے ناواقف، تو یہ تدبیر سوچی کہ اس کا انگریزی میں ترجمہ کراکر سنا دیا جائے چنانچہ پاکستان کے ایک بہت ممتاز اور خلیق سائنسداں سے رابطہ قائم کیا اور وہ ترجمہ کرنے پر آمادہ ہوگئے، انہیں مقالہ (کا اردو دیکھ) دے دیا گیا، خداوند تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے کہ انہوں نے

معتدبہ حصہ کا ترجمہ کر دیا اور یہ بھی کہا (راقم کو مخاطب کرتے ہوئے) "مولانا! میں تو آپ کا مقالہ پڑھکر کنونس (CONVINCE) ہو گیا" مطلب یہ تھا کہ رائے بدل گئی اور اب رؤیت ہی پر فیصلہ کرنے کی بات صحیح معلوم ہونے لگی"۔ اس پر راقم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور ان کی سلامتی فکر اور مخلص ہونے کا اندازہ ہوا پھر تو وہ مجھ سے بہت مانوس ہو گئے۔ (قارئین وہ مقالہ آئندہ سطروں میں ملاحظہ کریں گے)

سیمینار کی بعض تجاویز

سیمینار میں پاس ہونے والی تجاویز کے اندر ۔۔ مذکورہ بالا تجویز کے علاوہ ایک یہ بھی تھی کہ ہر مسلم حکومت اور ہر جگہ کی رؤیت کا فیصلہ کرانے والی اتھارٹیز سے یہ درخواست کی جائے کہ وہ اس چارٹ سے، جسے سیمینار کے اکثر شرکاء نے "الیاس تھیوری" (ILYAS THEORY) یا الیاس پلان" (ILYAS PLAN) کا نام دیا، فائدہ اٹھائیں اور نئے چاند کا فیصلہ کرتے وقت اس سے مدد لیں، بلکہ (خیال پڑتا ہے کہ) ملیشیا کی حکومت سے تو یہ اپیل کی گئی کہ وہ اس کے مطابق فیصلے کیا کرے اور سننے میں تو یہ بھی آیا کہ ملیشیا کی حکومت نے یہ بات مان بھی لی ہے ۔ واللہ اعلم۔ یہاں عبرت کے لیے مناسب معلوم ہو رہا ہے کہ یہ بھی ذکر کر دیا جائے کہ حسابی طریقہ سے فیصلہ کرنے کا رجحان علماء میں بھی پیدا ہونے لگا ہے چنانچہ سیمینار میں شریک ایک "عالم" (جو صورۃً عالم نہیں لگ رہے تھے) نے اس مشہور حدیث کا جس سے حساب پر مدار رکھنے کی نفی ہوتی ہے (یعنی "نحن امۃ امیۃ لانکتب ولا نحسب" الخ) عجیب غریب مفہوم بیان کیا وہ یہ کہ رؤیت (دیکھنے) کے بعد چاند کی پہلی تاریخ کا فیصلہ کرنے کا حکم اسوقت تک ہے جبتک کہ حساب کا علم صحیح نہ ہو سکے حساب کا علم آجانے کے بعد اسی کے مطابق فیصلہ کیا جائے جسطرح تیمم کا حکم اسوقت تک ہے جبتک پانی نہ ملے، پانی مل جانے کے بعد تیمم درست نہ ہوگا۔ اس پر راقم نے عرض کیا کہ اسکا مطلب تو یہ ہوا کہ امت نے چودہ صدیوں تک تیمم کیا اب وضو کرنے کا وقت آیا۔ اس پر وہ صاحب خاموش ہو گئے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

مولانا شبلی نعمانیؒ

از:- جناب عین الحق ادریسی اعظمی
اے۔ ایم۔ یو۔ علیگڑھ۔

جب کبھی اسلام اور مسلمانوں نے مذہبی تمدّن و معاشرت پر دشمنوں کی جانب سے اعتراضات و اتہامات کی بوچھار ہوئی تو خدائے تعالیٰ نے دین حنیف کی حفاظت و صیانت کے لیے کچھ ایسے افراد و اشخاص کو پیدا فرمایا جنھوں نے اپنے اپنے طرز پر آئینہ اسلام کو بے غبار ثابت کر دکھایا، جیسے ردّ عیسائیت کے لیے ڈاکٹر وزیر احمد خاں اور مولانا رحمت اللہؒ صاحب کیرانوی، آریہ سماج کے مقابلے میں مولانا محمد قاسم نانوتوی، ردّ بدعت و اشاعتِ سنت کے لیے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہم اللہ جیسے مقدس رجال کا ظہور اسی سنت الٰہی کے تحت ہوا۔

انیسویں صدی کے آخر میں اور بیسویں صدی کے اوائل میں جب مستشرقین یورپ نے اسلامی علوم سے واقفیت اور اس میں مہارت پیدا کر کے قلعۂ اسلام کا استیصال کرنا چاہا تو ان کی اس ناپاک سازش و کوشش کو ناکام بنانے کے لیے سب سے پہلے جس کا قلم نیام سے باہر نکلا وہ مولانا شبلیؒ تھے جنھوں نے اپنی وسیع تاریخی تحقیق و بے لاگ علمی تجزیہ سے اسلامی شریعت و تمدّن پر مستشرقین کے اعتراضات اور مسلمانوں پر بیجا اتہامات کا منہ توڑ جواب دیا اور ایسے مردان کار تیار کیے جو اس